واورد علیہ ما المانع من أن یولی غیرہ الحکم فیہ بما یثبت عندہ کما فی الاموال ... قیل لا مخلص الخ[1]

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے جس کا جواب بھی ممکن نہیں کہ خلیفہ خود ہی کسی دوسرے شخص کو اپنے اوپر حد جاری کرنے کا اختیار سونپ دے، جیسا کہ مالی معاملات میں کیا جاتا ہے۔

یہاں تفصیل پیش کرنا مقصود نہیں بس ان اشارات ہی پر اکتفا کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

قانون کے نفاذ میں "عدل" کی تاکید

مذکورہ بالا تفصیلات سے قانون شریعت کے ذریعہ "عدل" کے قیام کے لئے جن دو بنیادی باتوں کے ناگزیر ہونے کا ذکر اوپر آچکا ہے ان میں سے ایک یعنی نفس قانون میں مساوات اور اس میں عدالت کی پوری رعایت کی حقیقت بحمداللہ خاصی واضح ہوچکی ہے۔ مزید کی اس مضمون میں نہ گنجائش ہے، نہ اس کی چنداں ضرورت معلوم ہوتی ہے! البتہ دوسری بنیادی بات یعنی اس قانون کا صحیح نفاذ اور اس کے مطابق تمام حقداروں کو ان کا اصلی حق پہنچنا یہ پہلو ابھی تشنۂ بیان ہے اس کا مدار اصلاً تین افراد پر ہے (مطالبہ کرنے والے کے علاوہ) قاضی، شاہد، حالف۔ اور ان تینوں کے ذریعہ حق صاحب حق کو ملے اور عدل کے تقاضے بروئے کار آئیں اس کے لئے تقوی اور آخرت کی باز پرس کا استحضار ضرور ہے اس لئے سب سے زیادہ، خاص طور پر ان تینوں کو اسی کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، ترغیب سے بھی اور ترہیب سے بھی۔ قرآن حکیم اور احادیث میں بکثرت اس کا ذکر ہونے کی وجہ سے یہ بات اتنی واضح اور عام طور پر اس درجہ معروف ہوگئی ہے کہ اس کے ثبوت کے لئے مزید کچھ کہنے یا مستقل دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں نظر آتی۔

---

[1] فتح القدیر ص ۱۶۱ ج ۴